سید عطاء المحسن بخاری

"مرزاہٹ"..............!

مرزائیوں کو دعوتِ حق

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اور انسانی سماج کی حسین و جمیل تشکیل کے لئے نہ تو کسی سے مشورہ کیا۔ اور نہ ہی وہ مشورہ کے لئے کسی ضابطہ و قانون کا پابند ہے وہ مالک و مختار مطلق ہے جو چاہتا ہے، جیسے چاہتا ہے کرتا ہے اس سے کوئی پوچھ گچھ کرنے والا نہیں وہاں کیوں اور کیسے کا گزر ہی نہیں ان کا تو ایک ہی واضح مطالبہ ہے۔
اطیعونی........ صرف میری اطاعت کرو۔ اللہ کا یہ حق اس لئے بھی ماننا ضروری ہے کہ اسے ہم نے اللہ مان لیا ہے جب اللہ مان لیا تو اس کے تمام حقوق تسلیم کرنا عین ایمان ہے ان حقوق میں مین میخ نکالنا پھر بندے کا حق نہیں آقا و غلام کا رشتہ ہی ایسا ہے کہ اس میں غلام کی ذات کی نفی بندگی کی بنیاد ہے۔ بندگی کا مفہوم ہی یہ ہے کہ اپنی ذلتوں کا اعتراف اور معبود کی عظمتوں، رفعتوں کا اقرار کیا جائے۔ سنو! کہ ہم بندگانِ بے کس تمناؤں کے منہ زور گھوڑے کے ایسے سوار ہیں

نے ہاتھ باگ پہ ہے نہ پا ہے رکاب میں

اس بے بضاعتی و کم مائیگی کے باوصف پانی کے اس بلبلے کو خدائی اور ابدیت کے افق پر تمنا کا دوسرا قدم جمانے کا روگ لاحق ہے۔ ہر چند کہ حضرتِ انسان نے اس آرزو کا شاہکار تراشنے کے لئے اکتشافات اور یافتوں کا نعرۂ اناولاغیری بارہا لگایا مگر

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
ہر چند کہیں کہ ہے! نہیں ہے

انسان کی اسی کاوش و کاہش کے مختلف مظاہر دیکھنے میں آئے ہیں کہیں شداد و ہامان اپنی تعلیوں اور تجلیوں میں بدمست ناقوسِ کبریائی بجاتا نظر آتا ہے تو کہیں نمرود و فرعون الوہیت و فطری حکومت کے الہیاتی تشکیل و تعبیر میں غلطاں و پیچاں دکھائی دیتا ہے اور ان کا جبر و استبداد اس پر مستزاد...... لیکن اللہ لم یزل نے اپنے ان ناکس بندوں کی رہنمائی ہدایت اور تسکین کیلئے بھی یہی حکم دیا کہ

و قولا له قولاً ليناً لعله يتذكر او يخشى

تم دونوں (موسیٰ و ہارون علیہما السلام) فرعون سے نرم لب و لہجہ میں گفت و گو کرو ہو سکتا ہے کوئی بات ان کے دل میں اتر جائے اور وہ خشیت کا پیکر بن جائے۔ ان فراعنہ و نمارده کو ان کی تمام سرکشی اور طاغوتیت کے

باوجود حسنِ سلوک، مروت اور نرم لب و لہجہ میں فہمائش کا حکم بھی اسکی شانِ الوہیت اور اختیارات کے بے کران وسعتوں کی علامت ہے۔ اس لب و لہجہ کے حکم کا پس منظر یہ ہے کہ دنیا میں ان کے لئے جتنی آسانیاں مہیا کی جا سکتی ہیں...... کی جائیں تاکہ اظہارِ حق، افہامِ حق، ایصالِ حق اور ادراکِ حق کے تمام طریقے آزمائے جائیں اور قبولِ حق کے لئے کوئی عُذر باقی نہ رہے اور شیطان بھی قیامت کے دن داورِ محشر کے سامنے کھل کے انہیں کہہ اٹھے۔

فلا تلومو ننی ولومو انفسکم

(مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو) ————————————

انہی فریب خوردہ شاہینوں میں سے ایک کرگسی شاہین مسٹر مرزا ——— — ——— — ——— غلام احمد قادیانی بھی ہے جس نے اللہ کے انتخاب کے مقابلہ میں نفسی انتخاب کو مجددیت، مہددیت، مسیحیت اور آخر میں نبوت و رسالت جانا، مانا اور پھر اس ابلیسی نفسانیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ ۱۸۷۸ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک اس نے اپنی ساری توانائیاں ظلمت و تاریکی کی گھمبیرتا پھیلانے میں صرف کر دیں مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم سے لے کر امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تک تمام اعاظم و اکابرِ ملت نے اس تاریکی کی دبیز تہوں کو کاٹنے میں عمر بتا دی مگر مرزا غلام احمد، اس کا بیٹا بشیر الدین محمود اس کے نائبین مولوی محمد علی حکیم نورالدین اس کے پوتے مرزا ناصر اور اب مرزا طاہر تمام نے بال ہَٹ، تریاہٹ اور راج ہٹ کی ضرب الامثال میں چوتھی ہٹ "مرزاہٹ" کا اضافہ کیا اور اپنی منفی، سامراجی اور صیہونی قوتوں کے بَل بوتے پر امت میں تخریب کاری کی انتہاء کر دی دشنام، الزام، تہمت، بہتان، دھوکہ، فریب، تاویل و تعبیر زور کا بازار ایسا گرم کیا کہ پناہ بخدا...... اپنی ضد، ہٹ دھرمی اور گناہ و کفر پر اصرار کو استقامت سے تعبیر کیا اور وحدتِ اُمت کو پارا پارا کر دیا۔

مجلس احرار اسلام نے ۱۹۳۴ء سے اس طاغوتی قبیلے کا عوامی محاسبہ شروع کیا اور اب کہ ۱۹۹۲ء بیت رہا ہے یہ محاسبہ جاری و ساری ہے۔ قافلۂ احرار مرزائیت کے تعاقب میں رواں دواں ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اس وادیٔ پُرخار میں اپنی عمر کی بہاریں لُٹا دیں اور اس فتنۂ خبیثہ کی سرکوبی میں قربانی و ایثار کی داستانیں وراثت میں چھوڑ گئے قافلہ سالار ایک ایک کر کے راہِ حق میں جاں سپاری و جاں بازی کا خطِ مستقیم کھینچ گئے۔ آج بھی قافلۂ احرار اللہ کے فضل اور اسکی رحمت کی طاقت کے سہارے نئے نئے مجاہدانِ سربکف سے آراستہ ہو کر دشمن کی صف بندی کو تتر بتر کرنے کے لئے برسرپیکار ہے۔ ہم نے قلم کا عَلَم بلاغت تھام لیا ہے اور کفر کی تاریکیوں میں علومِ نبوت کا چراغ روشن کئے دعوت کا فریضہ ادا کرنے پر کمر بستہ ہیں۔ ہم "دعوت حق" دیتے ہیں ان گم کردہ راہ لوگوں کو جو سیّدنا محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی اعتبار سے نبوت کے اجراء کے قائل ہیں۔ اور غلام احمد قادیانی کو تدریجی مراحل سے گزرتا ہوا مقامِ نبوّت پر فائز شخص مانتے ہیں۔ نبوت، رسالت، عصمت، امامت اور ختم نبوت ایسے اوصاف ہیں جو قسامِ ازل نے نبوّت کے شخص اعظم حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری آب و تاب کے ساتھ تقسیم کر دیئے اب یہ اوصاف صرف آپ کا حصہ ہیں ان اوصاف میں آپ بہم وجوہ اب وہ واحد ذاتِ قدسی صفت ہیں جس کا کوئی سہیم و شریک نہیں ہے۔ اللہ نے یہ نظام اب ختم کر دیا ہے----- اب صرف نبوۃ و رسالت کی تخلیق نہیں ہو گی۔ بلکہ تاجدارِ انبیاءؑ صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت کا طلب گار ہے اس

کے لئے ایک ہی راستہ ہے سچا اور سیدھا راستہ اور وہ ہے محمد رسول اللہ کی اطاعت کا راستہ، راہِ حق، جادۂ حق اور منزلِ حق

و ان هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه ولا تتبعو السُبل فتفرق بکم عن سبیله

اور بے شک و شبہ میرا یہی راستہ سیدھا راستہ ہے اسکی اتباع کرو۔ دوسرے تمام راستوں کی اتباع مت کرو۔ ورنہ یہ راہِ حق بھی گم کر بیٹھو گے۔

اللہ سے دعاء کرتا ہوں، درخواست و التجا کرتا ہوں کہ جو لوگ کسی بھی وجہ سے غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مجددیت، مہدویت مسیحیت اور نبوت و رسالت کے جال میں گرفتار ہو چکے ہیں وہ ہادیٔ مطلق انہیں ہدایت کا روشن راستہ دکھا ئیں۔ (آمین)

(بقیہ صفحہ ۵۳) واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین (شعراء ۲۱۵)

ایمان والوں میں جو آپ کی اتباع کرتے ہیں ان کے ساتھ تواضع اور نرمی کے ساتھ پیش آیا کیجئے۔

مومنین کے ساتھ اتباع کا لفظ اس لئے بڑھایا تاکہ واضح ہو جائے کہ مومنین سے کوئی خاص طبقہ یا قوم یا خاندان مراد نہیں ہے، بلکہ جو بھی آپ کی اتباع کرے۔ چنانچہ شاہ صاحب نے اس نکتہ کو اپنے تشریحی حاشیہ میں واضح کیا اور فرمایا۔

"شفقت میں رکھ ایمان والوں کو، اپنے ہوں یا پرائے"

شاہ عبدالقادر صاحب کا اجتہادی نکتہ

اشداء علی الکفار رحماء بینهم

کی تفسیر کرتے ہوئے شاہ صاحب نے جو حاشیہ تحریر فرمایا ہے وہ بڑا فکر انگیز ہے.... فرماتے ہیں۔

"جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے، اور جو ایمان سے سنور کر آئے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ"۔ (موضح القرآن ۸۵۲)

مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کرام (رضی اللہ عنہم) کی اصل فطرت نہ نرمی ہے اور نہ سختی ہے، فطری وصف ہر موقعہ پر نمایاں ہوتا ہے۔ ان حضرات کی اصل فطرت تعمیلِ حکم ہے، ایمان باللہ نے ان حضرات کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے جسے قرآن کریم نے فرشتوں کا مقام قرار دیا ہے یعنی

لا یعصون الله ما امرهم و یفعلون ما یؤمرون (تحریم ٦)

ملائکہ کی فطرت اور مقصدِ تخلیق یہ ہے کہ وہ حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔

بڑا نازک مقام ہے اس لئے حضرت شاہ صاحب نے بڑے ادب و احتیاط سے اس نازک مسئلہ کو بیان کیا ہے۔

صحابہ کرامؓ بہرحال بشر ہیں اور بشری لوازمات سے متصف ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جس جماعت کو کار نبوت کیلئے قوتِ نافذہ بنایا ہو اس جماعت کو فطری طور پر اطاعت گزاری کے وصف پر قائم کر دیا۔

بشریت نے کبھی کبھی اپنا رنگ دکھایا۔ لیکن بشریت کے لوازمات مغلوب رہے۔ (جاری)